از عدالت عظمیٰ[1]

تاریخ فیصلہ: 12 مارچ 1956

وسیم خان

بنام

دی سٹیٹ آف اتر پردیش۔

[بی پی سنہا، جعفر امام اور چندر شیکھر اایئر، جسٹس صاحبان]

چوری شدہ سامان کا قبضہ، حالیہ اور غیر واضح-قیدی کے خلاف ممکنہ ثبوت نہ صرف ڈکیتی بلکہ قتل کا بھی ہے۔

اپیل کنندہ کو ایک R کے قتل کے جرم میں موت کی سزا سنائی گئی اور قتل شدہ شخص سے اس کا سامان لوٹنے کے جرم میں سات سال کی قید بامشقت کی سزا بھی سنائی گئی۔ ریکارڈ پر موجود شواہد سے یہ ثابت ہوا کہ متوفی، جو گاؤں جروال کا ایک دکاندار تھا، اپنی دکان کے لیے سامان خریدنے لکھنؤ گیا تھا۔ واپسی کے سفر میں وہ تقریباً 10 بجے ریل گاڑی سے اترے۔ اس کے پاس ایک ڈبہ، ایک بالٹی، ایک گنی بیگ اور ایک جھولا و دیگر اں چیزیں تھیں۔ اس نے اپیل کنندہ کی گاڑی کو اسے اور اس کے سامان کو اس کے گاؤں لے جانے کے لیے لگا دیا۔ دو دوسرے لوگ بھی گھوڑا گاڑی پر چڑھ گئے۔ نہ تو متوفی، نہ ہی اس کے پاس موجود سامان اور نہ ہی گھوڑا گاڑی جروال پہنچا۔ صبح کے وقت متوفی کی لاش جروال کے قریب ایک پل کے قریب سے ملی۔ واقعے کے بعد چوتھے دن تفتیش کے دوران اپیل گزار نے اپنی کوٹھری کی چابی پولیس کو دی اور کوٹھری سے ایک دھوتی، ایک ڈبہ، ایک بلتی، ایک چادر، ایک بارودی تھیلہ اور ایک جھولا برآمد کیا گیا جس کی شناخت متوفی سے ہوئی۔ کوٹھری سے ایک بڑا چاقو بھی برآمد ہوا جسے اپیل کنندہ نے مسترد کر دیا لیکن یہ نہیں بتا سکا کہ یہ اس کے گھر میں کیسے ملا۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 342 کے تحت سیشن جج کے سامنے جانچ پڑتال پر اپیل کنندہ نے بتایا کہ متوفی نے اسے ریلوے اسٹیشن پر اترنے پر تقریباً 10 بجے گھوڑا گاڑی میں اپنا سامان لینے کو کہا۔ گھوڑا گاڑی میں دو دیگر افراد بھی تھے جو ریلوے اسٹیشن کے قریب شوگر مل کے دروازے پر اترے۔ راڈویان پل پر تین افراد نے پوچھا کہ کیا متوفی گھوڑا گاڑی میں تھا۔ متوفی

نے جواب دیا اور گھوڑا گاڑی سے نیچے اتر کر اپیل گزار سے جر وال بازار پل کے قریب اپنی گھوڑا گاڑی روکنے کو کہا جہاں وہ صبح 4 بجے تک متوفی کا انتظار کر رہا تھا لیکن وہ نہیں آیا۔ متوفی کے گھر کا علم نہ ہونے کی وجہ سے وہ مردہ آدمی کی چیزیں اپنے گھر لے گیا کیونکہ اس کی بھینسوں کو بہت بھوک لگی تھی۔ انہوں نے مزید بتایا کہ انہوں نے متوفی شخص کے تمام سامان پولیس کے حوالے کر دیے تھے جنہیں انہوں نے کوٹھری میں بند کر دیا تھا۔

حکم ہوا کہ، چوری شدہ جائیداد کا حالیہ اور غیر واضح قبضہ جبکہ یہ ڈکیتی کے الزام میں کسی قیدی کے خلاف متوقع ثبوت ہوگا اسی طرح اس کے خلاف قتل کے الزام میں ثبوت ہوگا۔ وہ تمام حقائق جو اپیل گزاروں کے خلاف بتاتے ہیں خاص طور پر اس کا طرز عمل جرم کے شعور کی نشاندہی کرتا ہے، اس نتیجے کی طرف یکساں طور پر اشارہ کرتے ہیں کہ وہ ڈکیتی کے ساتھ ساتھ قتل کا بھی مجرم تھا۔

ایمپرر بنام شیخ نعمت اللہ ([1913] 17 سی ڈبلیو این 1077)، قوین-امپریس بنام سامی و دیگر ([1890] آئی ایل آر 13 مدراس 426)، ایمپرر بنام چتنا مونی ساہو (اے آئی آر 1930 کلکتہ 379)، مندرجہ گلی وینکٹسوامی کے معاملے میں (اے آئی آر 1950 مدراس 309)، اور رام پرساد مکند رام راجپوت بنام دی کراون (اے آئی آر 1949 ناگپور 277)، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 24، سال 1956۔

فوجداری اپیل نمبر 195، سال 1955 اور سزائے موت نمبر 17، سال 1955 میں الہ آباد عدالت عالیہ (لکھنؤ بنچ) کے 26 ستمبر 1955 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل پر، جو فوجداری سیشن ٹرائل نمبری 9، سال 1955 میں بہرائچ میں سیشن جج کی عدالت 11 اپریل 1955 کے فیصلے اور حکم سے پیدا ہوا ہے۔

ڈی آر پریم، اپیل کنندہ کے لیے۔

مدعا علیہ کی طرف سے کے بی استھانہ اور سی پی لال۔

12.1956 مارچ۔

عدالت کا فیصلہ امام جسٹس نے دیا۔

اپیل کنندہ کو رام دلاری کے قتل کے جرم میں موت کی سزا سنائی گئی تھی۔ اسے قتل شدہ شخص سے اس کا سامان لوٹنے کے جرم میں سات سال کی قید بامشقت کی سزا بھی سنائی گئی۔ اس پر دو دیگر افراد کے ساتھ مقدمہ چلایا گیا، جنہیں بہرائچ کے سیشن جج نے بری کر دیا تھا۔ مقدمے میں شرکت کرنے والے چاروں تشخیص کاروں کی رائے تھی کہ اپیل کنندہ مجرم تھا۔ الہ آباد عدالت عالیہ نے سزا اور الزامات کی توثیق کی اور یہ اپیل خصوصی اجازت کے ذریعے کی گئی ہے۔

کچھ حقائق شک سے بالاتر ثابت ہوئے ہیں۔ درحقیقت، ان میں سے سب سے اہم کو اپیل کنندہ عدالت میں جانچ پڑتال کرنے پر ضابطہ فوجداری کی دفعہ 342 کے تحت اپنے بیان میں تسلیم کرتا ہے۔ مقدمے کے شواہد سے یہ ثابت ہوا ہے کہ جروال کا ایک دکاندار متوفی رام دلاری اپنی دکان کے لیے سامان خریدنے لکھنؤ گیا تھا۔ اپنے واپسی کے سفر میں، وہ 2 جولائی 1954 کو تقریباً 9-30 بجے جاروال روڈ اسٹیشن پر ریل گاڑی سے اترے۔ اس کے پاس ایک ڈبہ، ایک بالٹی، ایک بارنی بیگ، جھولے و دیگر اس چیزوں پر مشتمل سامان تھا۔ اس کے فوراً بعد، اس نے اپیل کنندہ کی گاڑی کو اسے اور اس کے سامان کو اس کے گاؤں لے جانے کے لیے لگا دیا۔ دو دوسرے لوگ بھی گھوڑا گاڑی پر چڑھ گئے۔ اپیل کنندہ گھوڑا گاڑی چلا رہا تھا۔ نہ متوفی اور نہ ہی اس کے پاس موجود اشیا اور نہ ہی گھوڑا گاڑی کبھی جروال تک پہنچی۔ صبح کے وقت رام دلاری کی لاش جروال کے قریب ایک پل کے قریب سے ملی۔ پولیس کو معلومات بھیجی گئیں جنہوں نے تفتیش شروع کی اور ان کی پوچھ گچھ انہیں اپیل کنندہ کے پاس لے گئی، جسے 6 جولائی 1954 کو گرفتار کیا گیا۔ اپیل کنندہ نے اپنی کوٹھری کی چابی پولیس کو دے دی جس سے اسے کھولا گیا۔ کوٹھری سے متعدد اشیا برآمد ہوئیں، جن میں خون کے داغوں کے ساتھ ایک بڑا چاقو نمایاں 20، ایک دھوتی نمایاں 3، ایک ڈھبہ نمایاں 9، ایک بالٹی نمایاں 1، ایک چادر نمایاں 2، ایک بارودی تھیلہ نمایاں 13 اور ایک جھولا نمایاں 24 شامل ہیں۔ برآمد شدہ دیگر اشیا کی تفصیلات دینا ضروری نہیں ہے۔ چاقو کو دھوتی کے ساتھ کیمیائی معائنہ کار کو بھیجا گیا۔ اگرچہ چاقو پر خون کے چھوٹے چھوٹے دھبے پائے گئے تھے، لیکن وہ بلڈ گروہ جانچ میں موازنہ کرنے کے لیے کافی نہیں تھے۔ دھوتی پر کوئی خون نہیں ملا۔ دھوتی نمایاں 3، ڈھبہ نمایاں 9، بالٹی نمایاں 1، چادر نمایاں 2، بارودی تھیلہ نمایاں 13 اور جھولا نمایاں 24 کی شناخت متوفی رام دلارے سے ہوئی ہے۔

جب سیشن جج کے ذریعے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 342 کے تحت جانچ پڑتال کی گئی تو اپیل کنندہ نے کہا کہ متوفی رام دلاری نے اسے اپنا سامان اپنی گھوڑا گاڑی میں لے جانے کو کہا تھا اور اس

بات پر اتفاق کیا گیا تھا کہ 2 روپے کرایہ کے طور پر ادا کیے جائیں گے۔ اپیل کنندہ متوفی کو اپنے سامان کے ساتھ اپنی گھوڑا گاڑی پر لے گیا جس میں ڈھبہ نمایاں 9 بھی شامل تھا۔ گھوڑا گاڑی میں دو دیگر افراد بھی تھے جو ریلوے اسٹیشن پر شوگر مل کے دروازے پر اترے۔ راڈویان پل پر تین افراد نے پوچھا کہ کیا رام دلاری گھوڑا گاڑی میں ہیں۔ رام دلاری نے جواب دیا اور گھوڑا گاڑی سے نیچے اتر کر اپیل گزار سے جروال بازار پل پر اپنی گھوڑا گاڑی روکنے کو کہا، جہاں وہ صبح 4 بجے تک متوفی کا انتظار کر رہا تھا، لیکن متوفی نہیں آیا۔ چونکہ اپیل کنندہ جروال بازار میں متوفی کے گھر کو نہیں جانتا تھا، اس لیے وہ اپنی گھوڑا گاڑی میں مردہ آدمی کا سامان اپنے گھر لے گیا کیونکہ اس کی بھینسوں کو بہت بھوک لگی ہوئی تھی۔ اس سوال کے جواب میں کہ کیا متوفی کا کوئی سامان پولیس نے اس کے گھر سے برآمد کیا ہے، اپیل کنندہ نے کہا کہ اس نے متوفی کی تمام جائیداد پولیس کے حوالے کر دی جو اس نے کوٹھری میں بند کر دی تھی۔ اس نے زور دے کر کہا کہ اس نے اپنے گاؤں کے لوگوں کے ساتھ ساتھ مکھیا سے بھی کہا تھا کہ جب وہ اسے لینے آئے گا تو وہ جائیداد اس کے مالک کے حوالے کر دے گا۔ چاقو کے حوالے سے، اس نے اس کی ملکیت سے انکار کیا اور یہ نہیں بتا سکا کہ یہ اس کے گھر میں کیسے ملا۔ جہاں تک دھوتی نمایاں 3 کا تعلق ہے، اپیل کنندہ نے اسے اپنا قرار دیا۔

اپیل کنندہ کی جانب سے اس بات پر زور دیا گیا کہ مقدمے میں موجود ثبوت اس کے خلاف بنائے گئے کسی بھی الزام کو ثابت کرنے کے لیے ناکافی ہیں۔ متبادل طور پر، یہ تجویز کیا گیا کہ چونکہ اپیل کنندہ کے شریک ملزم کو بری کر دیا گیا تھا، اس لیے اس ثبوت کی عدم موجودگی میں کہ اس کے کسی بھی عمل کی وجہ سے رام دلاری کی موت ہوئی، مجموعہ تعزیرات بھارت 34 کی توضیعات کی درخواست کے ذریعے مؤخر الذکر کو قتل کے جرم کا مجرم نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ یہ بھی پیش کیا گیا کہ سیشن جج نے اپیل گزار سے قتل یا ڈکیتی کے عمل سے متعلق ضابطہ فوجداری کی دفعہ 342 کے تحت پوچھ گچھ کے دوران کوئی سوال نہیں کیا۔

ہم نے سیشن جج کے ذریعے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 342 کے تحت درج اپیل کنندہ کے بیان کی جانچ پڑتال کی ہے۔ اس بیان کے ریکارڈ کے آغاز پر ہی، سیشن جج نے کمیشننگ مجسٹریٹ کے سامنے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 342 کے تحت اپیل کنندہ کا بیان پڑھا اور پوچھا کہ کیا یہ درست ہے، جس پر اپیل کنندہ نے ہاں میں جواب دیا۔ مجسٹریٹ کے سامنے اپیل کنندہ کا بیان ضابطہ فوجداری کی دفعہ 287 کے تحت قابل قبول ہے۔ مجسٹریٹ نے اپیل کنندہ سے واضح طور پر پوچھا کہ کیا اس نے دوسرے ملزموں کے ساتھ مل کر رام دلاری کا قتل کیا اور اس کی جائیداد لے لی جس پر اپیل کنندہ

نے منفی جواب دیا۔ سیشن جج کے لیے یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ خاص طور پر اسی بات کو دہرائے جب اپیل کنندہ نے کمیشننگ مجسٹریٹ کے سامنے اپنے بیان کو درست تسلیم کیا جب اسے پڑھا گیا۔ اس کے علاوہ، جب سیشن جج کے سامنے اپیل کنندہ کے بیان کو مجموعی طور پر پڑھا جاتا ہے، تو یہ واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اپیل کنندہ جانتا تھا کہ اس کے خلاف الزام کیا تھا اور اس نے رام دلاری کے اپنی گھوڑا گاڑی سے لاپتہ ہونے اور متوفی کے سامان کے قبضے کی وضاحت پیش کی۔ یہ فرض کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 342 کے تحت سیشن جج کے ذریعے اپیل کنندہ کے بیان کی نامناسب یا ناکافی ریکارڈنگ کی وجہ سے کوئی تعصب پیدا ہوا تھا۔

بے شک ثابت شدہ حقائق پر یہ واضح ہے کہ آخری بار جب متوفی کو زندہ دیکھا گیا تھا وہ اپیل کنندہ اور دو دیگر افراد کے ساتھ تھا جب جاروال کے لیے گھوڑا گاڑی شروع ہوئی تھی اور اس کا سامان اس گھوڑا گاڑی پر تھا۔ تاہم، اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ سفر کے دوران کیا ہوا۔ اس حوالے سے ہمارے پاس صرف ملزم کا بیان ہے۔ اس کے بعد کے شواہد سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گاڑی شروع ہونے کے بعد، اگلی صبح، 3 جولائی کو، رام دلاری کی لاش جروال سے زیادہ دور نہیں ملی۔ اس کا سامان غائب ہو گیا تھا اور ان میں سے کچھ کسی بھی طرح 6 جولائی کو اپیل گزار کے قبضے میں پائے گئے تھے۔

اصل سوال یہ ہے کہ کیا مقدمے کے شواہد سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اپیل کنندہ نے رام دلاری کو قتل کیا اور لوٹ لیا۔ ثبوت حالات پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس ثبوت سے نمٹنے سے پہلے، اس بات پر غور کرنا ضروری ہے کہ کسی متوفی کی جائیداد پر حالیہ قبضہ، ایسے حالات میں جہاں واضح طور پر اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ اسے قتل اور لوٹ مار کی گئی تھی، یہ بتائے گا کہ جائیداد کا مالک نہ صرف چور یا چوری شدہ جائیداد کا وصول کنندہ تھا، بلکہ یہ بھی اشارہ کرتا ہے کہ وہ ایک زیادہ سنگین جرم کا مجرم تھا جس کا تعلق چوری سے تھا۔ ایمپرر بنام شیخ نعمت اللہ ([1]) کے معاملے میں سر لارنس جینکنز کو اس سوال کا جائزہ لینے کا موقع ملا۔ ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 114 کا حوالہ دینے کے بعد، انہوں نے حالات کے ثبوت پر ولز سے درج ذیل اقتباس کا حوالہ دیا:

"چوری شدہ سامان کے کھونے کے بعد حال ہی میں اس کا قبضہ، نہ صرف لوٹ مار کے جرم، یا مجرم علم کے ساتھ حاصل کرنے کا اشارہ ہو سکتا ہے، بلکہ کسی بھی دوسرے بڑھتے ہوئے جرم کا اشارہ ہو سکتا ہے جس کا تعلق چوری سے رہا ہو۔ مفروضے کی یہ خاص حقیقت عام طور پر قتل کے معاملات

میں ثبوت کا ایک مادی عنصر بھی بناتی ہے؛ جس کے خصوصی اطلاق کو اکثر مضبوطی سے تسلیم کیا گیا ہے۔"

صفحہ 432 پر قوین امپریس بنام سامی و دیگر ([2]) کے معاملے میں، عدالت عالیہ کے فاضل ججوں نے مشاہدہ کیا، "ان حالات میں، اور کسی وضاحت کی عدم موجودگی میں، یہ مفروضہ پیدا ہوتا ہے کہ ڈکیتی میں حصہ لینے والے کسی بھی شخص نے بھی قتل میں حصہ لیا تھا۔ ایسے معاملات میں جن میں قتل اور ڈکیتی کو ایک لین دین کے حصے کے طور پر دکھایا گیا ہے، یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ چوری شدہ جائیداد کا حالیہ اور غیر واضح قبضہ جبکہ ڈکیتی کے الزام میں کسی قیدی کے خلاف ممکنہ ثبوت ہوگا، اسی طرح اس کے خلاف قتل کے الزام میں ثبوت ہوگا۔ وہ تمام حقائق جو اپیل گزار کے خلاف بتاتے ہیں، خاص طور پر اس کا طرز عمل جو جرم کے شعور کی نشاندہی کرتا ہے، اس نتیجے کی طرف یکساں طور پر اشارہ کرتے ہیں کہ وہ ڈکیتی کے ساتھ ساتھ قتل کا بھی مجرم تھا۔" ایمپرر بنام چنتامونی ساہو ([3]) کے معاملے میں، رائے کا اظہار کیا گیا تھا کہ "چوری شدہ سامان کو کھونے کے بعد حال ہی میں ان کا قبضہ نہ صرف لوٹ مار کے جرم یا مجرم علم کے ساتھ حاصل کرنے کا اشارہ ہو سکتا ہے بلکہ کسی اور بڑھتے ہوئے جرم کا اشارہ ہو سکتا ہے جو چوری سے جڑا ہوا ہے؛ مفروضے کی یہ خاص حقیقت قتل کے معاملے میں ثبوت کا ایک مادی عنصر بھی بناتی ہے"۔ ایسا لگتا ہے کہ اسی طرح کا نظریہ مندرجہ گلی وینکٹسوامی کے معاملے میں ([1]) کے معاملے کے ساتھ ساتھ رام پرساد مکندرم راجپوت بنام دی کراؤن([2]) کے معاملے میں بھی لیا گیا ہے۔

موجودہ معاملے میں یہ بلاشبہ ثابت ہوتا ہے کہ متوفی نے اپیل کنندہ کے ساتھ اپنی بیل گاڑی پر اپنے سامان کے ساتھ سفر کیا تھا۔ اسے رات کے وقت اپنی منزل جروال پہنچنا چاہیے تھا۔ وہ وہاں کبھی نہیں پہنچا۔ ظاہر ہے، اسے گھر جاتے ہوئے قتل کر دیا گیا تھا۔ اپیل کنندہ کے اپنے بیان پر، وہ اور متوفی گھوڑا گاڑی میں اکیلے تھے جب دیگر دو افراد شوگر مل کے دروازے پر گھوڑا گاڑی سے اتر گئے تھے۔ اس کے بعد متوفی کو کبھی کسی نے زندہ نہیں دیکھا۔ اسے قتل کیا ہوا پایا گیا۔ اپیل کنندہ تین دن بعد متوفی کے سامان کے قبضے میں پایا گیا۔ اپیل کنندہ نے متوفی کے ٹھکانے کا پتہ لگانے یا بیل گاڑی سے اس کے لاپتہ ہونے کی معلومات درج کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ اپیل کنندہ نے عدالت کو بتایا کہ کچھ لوگوں نے متوفی کو اس وقت بلایا جب گھوڑا گاڑی سفر پر تھی اور متوفی نے اسے کسی خاص جگہ پر اس کا انتظار کرنے کو کہا۔ اس نے صبح 4 بجے تک انتظار کیا لیکن متوفی کبھی نہیں آیا۔ اس سے اس کے شکوک و شبہات پیدا ہونے چاہئیں تھے اور اسے پولیس یا کسی حکام کو اس کے بارے میں

مطلع کرنا چاہیے تھا۔ ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے لکھیا اور تمام لوگوں کو اس کے بارے میں آگاہ کیا۔ اپیل کنندہ نے اپنی کہانی کی تائید کے لیے نہ تو لکھیا اور نہ ہی کسی سے پوچھ گچھ کی ہے۔ افتخار احمد گواہِ استغاثیہ 7 کے بیان پر رکھا گیا تھا، جس نے گاؤں میں ایک افواہ کے بارے میں بات کی تھی کہ اپیل کنندہ اپنی گھوڑا گاڑی پر ایک شخص کی جائیداد لے کر آیا تھا جو چلا گیا تھا اور یہ افواہ اپیل کنندہ نے پھیلائی تھی۔ تاہم، یہ واضح ہے کہ گواہ اپنے ذاتی علم سے اس کے بارے میں بات نہیں کر رہا تھا اور اس کا بیان قانونی ثبوت نہیں ہے۔ دوسری طرف، اگر واقعی اپیل کنندہ نے ایسی افواہ پھیلائی تھی تو حکام کو مطلع کرنے میں اس کی ناکامی کی کوئی مناسب وضاحت نہیں ہے۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے پاس اس شخص سے تعلق رکھنے والی اشیا کی ایک بڑی تعداد موجود ہے جس نے اس کی گاڑی کرائے پر لی تھی لیکن وہ بہت ہی عجیب و غریب حالات میں غائب ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ، اس کے پاس خون کے داغ والے ایک بڑے چاقو کی کوئی وضاحت نہیں ہے، ایک ایسا ہتھیار جو اگر متوفی کے خلاف استعمال کیا جاتا تو اس پر پائے جانے والے زخموں کا سبب بن سکتا تھا۔ یہ سچ ہے کہ خون کے داغ چھوٹے تھے اور انسانی خون کے ثابت نہیں ہوئے ہیں۔ تاہم، اپیل کنندہ نے اس بات سے انکار کیا کہ چاقو اس کا ہے، اور یہ نہیں بتایا کہ یہ اس کے قبضے میں کیسے آیا۔ اس کی اس کہانی پر یقین کرنا ناممکن ہے کہ اس نے متوفی کی واپسی کے لیے صبح 4 بجے تک انتظار کیا۔ گھوڑا گاڑی جروال روڈ اسٹیشن سے تقریباً 10 بجے شروع ہوئی تھی۔ یہ چند گھنٹوں سے زیادہ نہیں ہو سکتا تھا کہ متوفی گھوڑا گاڑی سے نکل گیا۔ اس وقت سے جروال سے زیادہ دور کسی جگہ پر صبح 4 بجے تک انتظار کرنا ایک شاندار کہانی معلوم ہوتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ متوفی پر لگنے والے زخموں کی نوعیت کو مد نظر رکھتے ہوئے، اپیل کنندہ کے کپڑوں میں سے کوئی بھی خون آلود نہیں پایا گیا، جیسا کہ انہیں ہونا چاہیے تھا، اگر اس نے قتل میں حصہ لیا ہوتا۔ یہ کپڑے 6 جولائی تک ضبط نہیں کیے گئے تھے، تقریباً تین دن بعد، اور اپیل کنندہ اس وقت اپنے کپڑوں سے خون کے تمام داغ نکال سکتا تھا۔

اپیل کنندہ کو سیشن جج نے مجموعہ تعزیرات بھارت 34 کی درخواست کے ذریعے قتل اور ڈکیتی کے جرائم کا مجرم قرار دیا تھا۔ تاہم، جو الزام عائد کیا گیا تھا وہ قتل اور ڈکیتی کا تھا اور ان جرائم کا مشترکہ ارادے کو آگے بڑھانے کے لیے کیے جانے کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ تاہم، عدالت عالیہ نے پایا کہ اپیل کنندہ نے دو دیگر افراد کے ساتھ مل کر ان جرائم کا ارتکاب کیا اور انہوں نے لوٹے ہوئے سامان میں حصہ لیا۔ اس نتیجے پر، چاہے اپیل کنندہ کے شریک ملزم کو بری کر دیا گیا ہو، اپیل کنندہ کو مجموعہ تعزیرات بھارت 34 کی توضیعات کے اطلاق سے مجرم قرار دیا جا سکتا ہے۔ اپیل گزار کے

خلاف بنایا گیا الزام قتل اور ڈکیتی کا تھا اور فیصلہ کرنے کے لیے واحد سوال یہ تھا کہ کیا ثبوت اس طرح کے الزام کی حمایت کرنے کے لیے کافی تھے یا یہ محض کم سنگین نوعیت کے جرائم کو قائم کرتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ تھا اور مطمئن ہیں کہ یہ اپیل کنندہ کے خلاف قتل اور ڈکیتی کے جرائم کو قائم کرتا ہے نہ کہ محض ڈکیتی یا چوری کے معمولی جرم کو۔ اس عرض کو قبول کرنا ناممکن ہے کہ ثبوت اپیل کنندہ کی طرف سے کیے گئے کسی جرم کو ثابت نہیں کرتا ہے۔

اس معاملے میں جو کچھ قائم کیا گیا ہے اور مذکور مقدمات سے اخذ کیے جانے والے اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے، ہم مطمئن ہیں کہ اپیل کنندہ کو قتل اور ڈکیتی کے جرائم کا صحیح طور پر مجرم قرار دیا گیا ہے۔ اس کے مطابق اپیل مسترد کر دی جاتی ہے۔